جناب خسروی صاحب کراچی

اقبالؔ و خمینیؒ

میں

فکری ہم آہنگی

(یہ مضمون ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ گو اس پر اظہار رائے اور اختلاف رائے کی گنجائش موجود ہے)

---

۳۰ رجون ۱۹۸۰ء کو تہران ریڈیو سے نشر شدہ حضرت خمینی کی جس تقریر کا اقتباس کراچی کے ماہنامہ "بیّنات" کے شمارہ بابت شوال ۱۴۰۰ھ کے صفحہ ۴۳ پر نقل کیا گیا ہے۔ وہ دراصل ہمارے ہی شارح اسلام و مفکر دین علامہ اقبال کی صدائے بازگشت ہے جو اسرار فلسفۂ ارتقائے انسانی کی توضیح اب سے تقریباً ۶۰ برس قبل غیر مبہم الفاظ میں فرما چکے ہیں جس سے ہر وہ شخص واقف ہے جس نے علامہ کے اس طویل مکتوب کا غائر مطالعہ کیا ہے جو انہوں نے پروفیسر نکلسن کو فلسفۂ خودی سمجھانے کے لئے بھیجا تھا۔ اور جسے پروفیسر مذکور نے "اسرار خودی" کے انگریزی ترجمہ کی ابتدائی اشاعت ۱۹۲۱ء کے آغاز میں شائع کر دیا تھا۔ لہذا "الفضل للمتقدم" کے اصول سے اس حقیقت کے انکشاف کا سہرا تو ہمارے مفکر و مفسر قرآن و حدیث کے سر پہلے ہی بندھ چکا ہے۔ اور اب حضرت خمینی نے جو کچھ اس تقریر میں ارشاد فرمایا ہے وہ اسی نتیجۂ فکر اقبالؔ کی مزید وضاحت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ بلا ریب یہ ہمارے لئے باعث فخر و ابتہاج ہے کہ ہمارے فیلسوف اعظم کی فکری و قولی توثیق ایران کے اس بطل عظیم نے بھی کی جو دونوں میں فکری و نظری ہم آہنگی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

علامہ اقبال کے اس محولۂ بالا انگریزی مکتوب کا ترجمہ اردو میں انہی کے ایک عقیدت مند اور تلمیذ خاص پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے، علامہ کے حین حیات ہی، ۱۹۳۲ء میں کیا تھا۔ جو دوبارہ "فلسفۂ اقبال" کے عنوان سے لاہور کے ماہنامہ "میثاق" کے خصوصی شمارہ اقبال نمبر بابت دسمبر ۱۹۷۷ء کے صفحات ۱۳ تا ۸۱ پر شائع ہوا تھا۔ اس مراسلہ میں علامہ نے فلسفۂ خودی کی توضیح و تشریح فرماتے ہوئے خمینی صاحب کی اس حالیہ تقریر کے موضوع کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا تھا اس کا خلاصہ، اس مکتوب کے محولۂ صدر ترجمہ سے اقتباسات کے مطابق یہ ہے کہ:-

۱۔ اگرچہ جسمانی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے انسان ایک مستقل بالذات مرکز ہے لیکن ابھی تک فرد کامل کے مرتبہ

کو نہیں پہنچا" (صہ ۱۵ سطور ۴ تا ۶)

۲۔ نیابت الٰہی دنیا میں انسانی ارتقا کی آخری منزل ہے جو شخص اس منزل پر پہنچ جاتا ہے وہ اس دنیا میں خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ وہ کامل خودی کا مالک اور انسانیت کا منتہائے مقصود اور روح اور جسم دونوں کے لحاظ سے حیات کا بلند ترین مظہر ہوتا ہے یعنی اس کی زندگی میں آکر حیات اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ کائنات کے پیچیدہ مسائل اس کی نظر میں سہل معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ ترین قوت اور برترین علم، دونوں کا حامل ہوتا ہے۔ اس کی زندگی میں فکر و علم، جبلت و ادراک، سب یکجا ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہ سب سے آخر میں ظاہر ہوگا، اس لئے وہ تمام صعوبتیں جو انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں لاحق ہوتی ہیں برمحل ہیں۔ اس کے ظہور کی پہلی شرط یہ ہے کہ بنی نوع آدم جسمانی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے ترقی یافتہ ہو جائیں **فی الحال اس کا وجود خارج میں موجود نہیں ہے**" (صہ ۱۸ سطور ۶ تا ۱۶)

۳۔ زمین پر خدا کی بادشاہت کے یہ معنی ہیں کہ یہاں یکتا افراد کی جماعت جمہوری رنگ میں قائم ہو جائے ان کا صدر اعلیٰ وہ شخص ہوگا جو ان سب سے فائق ہوگا اور اس **کا نظیر دنیا میں نہ مل سکے گا**" (صہ ۱۸ سطور ۱۹ تا ۲۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات جو قوسین میں دیئے گئے ہیں محولہ بالا شمارہ "میثاق" کے صفحات و سطور کے ہیں۔

ہم کیونکہ علامہ کے اس دعویٰ کو صمیم قلب سے تسلیم کرتے آئے ہیں جو کچھ انہوں نے نثر و نظم میں کہا اور لکھا وہ بجز
قرآن و حدیث کی تشریح و توضیح اور کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی منقولہ صدر تحریر کی صداقت میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں
کر سکتے کہ بقول ان کے از آدم تا ایندم کاروانِ انسانیت جادۂ ارتقاء پر ہی گامزن ہے۔ اور ہنوز اس جسمانی و روحانی
ارتفاع تک نہیں پہنچ پایا جس کے فطری نتیجہ میں کوئی ایسا فرد بشر پیدا ہو سکتا جو نیابت الٰہی کا مستحق، کامل خودی کا مالک
انسانیت کا انتہائے مقصود اور روح و جسم دونوں کے اعتبار سے حیات کا بلند ترین مظہر اور خلیفۃ اللہ ہو سکتا۔ یعنی اس
کی زندگی میں آکر حیات اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی۔ کائنات کے پیچیدہ مسائل اس کی نظر میں سہل معلوم ہوتے، جو اعلیٰ
ترین قوت اور برترین علم دونوں کا حامل ہوتا اور اس کی زندگی میں فکر و علم اور جبلت و ادراک سب ایک ہو جاتے۔
علامہ کی مومنانہ بصیرت اور عارفانہ فکر پر یقین رکھتے ہوئے ہم ان کے اس اجتہادی و الہامی انکشاف پر بھی شک
نہیں کر سکتے۔ کہ مذکورہ بالا ذہنی اوصاف کے حامل کسی شخص کا وجود فی الحال خارج میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ظہور
سب سے آخر میں صرف اس وقت ہو سکے گا جب روئے زمین پر محض ایسے افراد کی ایک جماعت جمہوری رنگ
میں قائم ہو جائے گی جن میں سے ہر ایک بہمہ وجوہ یکتا و منفرد ہوگا۔ اور ان افراد کی اس جمہوری جماعت کا، بوجہ
فائق ترین اور بے نظیر ہونے کے وہ شخص صدر ہو سکے گا۔ علامہ کے اس فلسفہ سے یہ بھی انکشاف ہوا کہ پہلے
صالحین و فائقین کی جماعت جمہوری طریقہ پر قائم ہو جاتی ہے تب کوئی مصلح ظاہر ہوتا ہے نہ کہ پرانے نظریہ کے
مطابق جب گمراہوں اور معصیت کاروں کی کثرت ہو جاتی ہے تب خدا کوئی مصلح پیدا کرتا ہے۔ یہ علامہ کے مفکرانہ

اجتہاد کا معرکتہ الآرا منفرد انقلابی انکشاف تھا۔

اسی فلسفہ اور نظریۂ اقبال کی تائید واضح انداز میں فرماتے ہوئے آغا خمینی صاحب نے بھی یہ فرمایا ہے کہ :-

"اب تک سارے رسولؐ، جن میں حضرت محمدؐ بھی شامل ہیں دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ بھی جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامہ انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بد دیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے امام مہدی کی ہستی ہے اور وہ مہدئ موعود ضرور ظاہر ہوں گے۔"

تو یہ وہی بات ہے جو ہمارے علامہ نے اپنے محولہ صدر مکتوب میں نکلسن کو لکھی تھی۔ البتہ علامہ نے اس متوقع بے نظیر و بے مثیل، کامل ترین انسان اور خلیفۃ اللہ کے تشخص کا اظہار نہیں فرمایا تھا جسے اب حضرت خمینی نے مہدی موعود بنا کر مشخص فرما دیا۔ باقی سب کچھ انہوں نے بھی اپنی تقریر کے اس پیراگراف میں تصریحاً وہی ارشاد فرمایا ہے جو علامہ نے کنایۃً نکلسن کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی تھی۔

اس متوقع زبدۂ انسانیت مجمع جملہ اوصاف جسمانی و روحانی و حامل جمیع قوتے داخلی و خارجی فرد بے مثیل کے لئے حضرت خمینی کا انتظار اور اس کے لازمی ظہور اور نتیجتہً دنیا میں قیام عدل و انصاف اور اصلاح انسانیت و قیام مساوات پر ان کا بالیقین محکم بھی ہمارے علامہ ہی کی فکر کی تصدیق ہے۔ جو ہمارے لئے یقیناً موجب افتخار و ابتہاج ہے۔ گویا کہ اسی اکمل الکملاء، مظہر حیات کامل اور نائب الٰہی کے ظہور کے منتظر آج خمینی صاحب بھی ہیں جس سے ہمارے علامہ نے اوائل بلوغ فکر ہی میں "حقیقت منتظر" کہہ کر خطاب کرتے ہوئے "لباس مجاز" میں آنے کی التجا کی تھی۔ اور پھر "شہسوار اشہب دوراں بیا" کی صدا لگائی تھی۔ ایلق ایام کے اس متوقع شہسوار کے لئے علامہ کے عشق اور تڑپ اور اس کے ظہور کے لئے بیقراری و اضطراب کا اگر مزید اندازہ کرنا ہو تو ان کی تحریروں میں بکھرے ہوئے بہت سے شواہد مل جائیں گے۔ جو ادارہ معارف اسلامیہ (لاہور) نے اپنے شائع کردہ "ہفت مقالات" میں بڑی خوبی سے جمع کر کے اقبال فہمی میں سہولت کے لئے پیش کر دئیے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت خمینی کی محولہ صدر تقریر کا اقتباس ان کی اور ہمارے علامہ کے مابین فکری ہم آہنگی اور نظری یک جہتی کا واضح اور ناقابل تردید ثبوت اور ہر دو ممالک کے ان دو مفکروں کے درمیان اتحاد ذہنی کی دلیل ہے۔

ہاں خمینی صاحب کے فرمودات کی کوئی جہت اگر محل نظر ہو سکتی ہے تو وہ ان کی اپنے متبعین و مقلدین کو مسلح اقدامات کی تعلیم و تلقین ہے۔ کیونکہ جب تک امام دوازدہم سرمن رائے کی خلوت سے قرآن مستور بدست جلوت میں تشریف نہ لائیں یا مہدی موعود حجلۂ غیب سے منصۂ شہود میں جلوہ فرما کر جمہوری رنگ میں تشکیل شدہ یکتا افراد کی قیادت نہ سنبھال لیں مسلح جہاد ممنوع ہے۔ جس کے برعکس وہ برسوں سے تبلیغ کرتے چلے آرہے ہیں۔ جس کو پس منظر میں رکھتے ہوئے اس

امکان کورد نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کا اس نوعیت کا علی الاعلان ہرارشاد دعوائے مہدیت کی تمہید ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے مسلک کی امہات الکتب کی رو سے جہاد بالسیف تو صرف مہدی موعود اور امام منتظر ہی کی زیر قیادت جائز ہوگا۔ لہذا اب تک جو ان کے ایما و احکام پر اندرونی اور بیرونی اسلحہ آزمائی ہوتی رہی ہے۔ اس کا جواز ثابت کرنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ حضرت خمینی خود ہی اس متوقع شخصیت ہونے کا اظہار فرما دیں تاکہ ان کی زیر قیادت گذشتہ، موجودہ اور آئندہ ہر داخلی وخارجی محاربت جہاد اور عنداللہ ماجور سمجھی جاتے۔ جس میں ہر محارب مجاہد یا شہید کے مرتبہ پر فائز ہو سکے۔ اور اس جہاد کے دائرے کو جہاں تک ممکن ہو وسعت دی جا سکے۔ جہاں تک اُن کے اس متوقع اعلان کو تسلیم کرنے کا سوال ہے تو اس میں شک وشبہ نہیں کہ جو مجاہدین ان دنوں ان کی زیر قیادت اس جہاد سے ثواب عاجل حاصل کر رہے ہیں یا جن کو آئندہ اس جنبش میں شمولیت سے اسی زندگی میں اجر جزیل کی توقعات ہوں گی، وہ سب تو قلبی بالسانی طور پر ایمان لے ہی آئیں گے جو ایک ہی خطہ میں مجتمع ہونے کی بنا پر اندرونی و بیرونی منکرین سے جہاد کے لئے مؤثر طاقت ہو سکیں گے۔ بغیر اس قسم کے اعلان کے اجتماعیت محال ہے اور یہی افتراق وانتشار رہے گا جس کا مشاہدہ اب تک ہوتا رہا ہے ⁂

بقیہ صہ ۳۶ مسلمانان عرب

ہوتے ہیں ہر قسم کے رنگ موجود ہیں۔ اور کمروں کے اندرونی حصہ میں جو زخرفۃ العرب کا کام ہے۔ اس کے ساتھ مطابقت اور موافقت رکھتے ہیں۔ جا بجا طغرائے ثنا ہی جس خوبصورتی سے دکھائے گئے ہیں ان پر نظر پڑتے ہی ایک مرتبہ تو آنکھوں کے سامنے ان بادشاہوں کے جلال وعظمت کا نقشہ کھچ جاتا ہے جن کے زمانہ میں یہ عمارات بنی ہیں۔ ان عمارات کے درودیوار، قبوں اور میناروں کو دیکھ کر جو جادوانہ اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے ان کی واقعی اور حقیقی تصویر الفاظ نہیں کھینچ سکتے اور نہ قیاس اس میں کام کر سکتا ہے [1]

علاوہ ازیں نئی تعمیری شکلوں میں لداؤ چھت اور گنبد ایک شکل سے دوسری شکل میں عبور کر کے قلمی شکل سے مزین توڑے اور نہایت پرکار محرابیں بنانے کا طریقہ، اٹھا ہوا گنبد، دندانے دار سرول، گچ کی جالیوں میں جڑے ہوئے رنگین شیشوں کے دریچے، منبت کاری، سنگ کاری، ہندسی زمین کو نباتی نمونوں کے ساتھ ملا کر تزئین کے طریقوں میں غیر معمولی پرکاری۔ مربع سے مثمن اور مثمن سے دائرہ میں تبدیل ہونے والے درجہ بدرجہ منزلوں والے مینار مسلمانان عرب کے فن تعمیر کی نمایاں ترین خصوصیات ہیں [2] اَلعِلمُ عِندَاللہِ العَلّام

---

[1] اخبار الاندلس ج ۳ صہ ۶۲۷ [2] اسلامی فن تعمیر از ارنسٹ مارچیام صہ ۱۹۱